شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابع

بانی: حضرت اقدس مولانا
شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
قدس اللّٰہُ سِرَّہُ السّعید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

جولائی 2013ء/ شعبان رمضان 1434ھ – جلد نمبر 5، شمارہ نمبر 7 – قیمت فی شمارہ: مبلغ 20 روپے – سالانہ ممبرشپ: مبلغ 200 روپے – تین سالہ ممبرشپ: مبلغ 500 روپے

مجلس ادارت
سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- خطبات و بیانات
- رفتارِ کار

- **اداریہ**
- ہماری خارجہ پالیسی اور عصری تقاضے
- **رمضان المبارک 1434ھ / 2013ء**
- روزے کے فضائل اور حقیقت
- **نمازِ تراویح** کے مسائل
- **معمولات** روحانی تربیتی اجتماع رمضان المبارک
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک

ارشادِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

مسند نشینِ ثانی
خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

صبح چائے کی مجلس میں ایک مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: ''اس طرح کبھی کچھ (ذکر اللہ) کیا، پھر چھوڑ دیا، کچھ بات نہیں بنتی۔ میرا خیال ہے کہ تین چلّے، یعنی چار ماہ تو باقاعدہ پابندی سے بلاناغہ پورے اہتمام سے ذکر (اللہ) کرنا چاہیے۔ اور پورا ذکر گیارہ تسبیح نفی اثبات اور چار ہزار اسم ذات ٹھیک شد و مد اور دھیان و اہتمام سے ہے۔ اس میں کشف وغیرہ کی جس کی طبیعت ہو، اسے کچھ اور ہوتا ہے، ورنہ آثار ذکر کچھ نہ کچھ ہوجاتے ہیں۔ اور خدا کو منظور ہو تو ایسی صورت ہوجاتی ہے کہ کوئی کام کرے تو اس میں امید ہوتی ہے کہ کچھ نہ کچھ اخلاص کا دخل ہوگا۔ ورنہ ویسے تو ہر کام میں نفس کا ہی عموماً حصہ ہوتا ہے۔ باقی ذہین لوگوں کو تو یہ چیز بہت جلد حاصل ہوجاتی ہے۔ اور کچھ ذکر وغیرہ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی، مگر ہماری زیادہ عام طبیعتیں آج کل غبی (کم ذہین) ہی ہوتی ہیں، الا ما شاء اللہ۔ تو اس کے لیے اتنے یعنی تین چلّوں (کی ضرورت ہے، اس) کے بعد پھر یہ ہے کہ اپنا کوئی کام کرنے لگے اور ذکر کا بھی اہتمام رکھے۔

(مجلس 28/محرم الحرام 1366ھ/ 23/دسمبر 1946ء، ڈھڈیاں) (ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:150۔ طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ)
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئنز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A، بینئر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21 راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616,36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111، 1st فلور، رائل اپارٹمنٹ ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

روزے کے فضائل اور حقیقت

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ

روزہ بھی ارکانِ اسلام کا ایک اہم رُکن ہے۔ خداوندِ عالم فرماتے ہیں کہ ''میں ایک نیکی کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو گنا تک بخشتا ہوں''، لیکن روزہ اُن نیکیوں میں بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔ اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (39:10) (یعنی وہ لوگ جو اپنی مرضی سے صبر کرتے ہیں، اُن کو بے حساب اجر ملتا ہے۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ صبر کرنا، آدھے ایمان کا درجہ رکھتا ہے اور روزہ آدھے صبر کی منزلت رکھتا ہے۔ روزہ دار کے مونھ کی بُو خدا کے نزدیک مُشک و عنبر سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''میرے بندے نے میری وجہ سے کھانا پینا اور مباشرت کو ترک کیا تو میں بھی اس کا بدلا اس کو دوں گا''۔ حدیث میں ہے کہ ''روزے دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اس کا ہر سانس بہ منزلہ تسبیح کے ہے۔ اس کی تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔'' اور فرمایا کہ: ''جب رمضان شریف قریب آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ نیک آدمیوں کے لیے حکم ہوتا ہے کہ یہ وقت تمہارا ہے اور بُروں کے لیے لعنت ہوتی ہے۔''

روزے کو خداوندِ عالم نے اپنے سے متعلق کہا ہے: ''الصّوم لی و انا اجزی بہ'' (یعنی روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلا دوں گا۔) اگرچہ سب ہی عبادتیں خدا کے لیے ہوتی ہیں، مگر روزے کو خصوصاً اپنا بتایا ہے، جس طرح کعبے کو اپنا گھر کہا ہے۔ روزہ خصوصاً دو وجوہ سے خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے: پہلے یہ کہ روزے کا دار و مدار صرف ترکِ خواہشات ولذّات پر ہے۔ یہ صرف روحانی حقیقتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ روزہ خواہشات نفسانی کو کنٹرول کرتا ہے اور خواہشات نفسانی شیطانی لشکر میں سے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''انسان کے جسم میں شیطان خون کی طرح دوڑتا ہے۔'' لہٰذا بھوک کے ذریعے اس کے زور کو کم کرو۔ (الصوم جُنّة) روزہ اس کی ڈھال ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو۔ لوگوں نے اس کا ذریعہ دریافت کیا تو جواب دیا کہ بھوک کے ذریعے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''روزہ عبادت کا ایک دروازہ ہے۔'' اس کی فضیلتیں صرف اس بنا پر ہیں کہ دنیا کے تمام گناہ اور خواہشات کو روزے کی بھوک روکتی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے عید کے دن کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا، جو کھیل میں مشغول تھے۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ: ''خداوندِ عالم نے رمضان کو عبادت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اس میں بعض لوگ تو پورے اُترتے ہیں اور بعض پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لیکن تم لوگوں پر تعجب ہے کہ تم ہنس رہے ہو! اگر تم لوگوں کی نظروں سے پردے ہٹا دیے جائیں تو تم میں جن لوگوں کی عبادات مقبولِ بارگاہ ہوگئی ہیں، وہ مسرور ہوں گے۔ اور جن کی نہیں ہوئیں، وہ روئیں گے۔ لیکن اس لہو و لعب میں کوئی مشغول نہ ہوگا۔'' معلوم ہوا کہ جو لوگ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کرنے ہی کو سمجھتے ہیں، اُن کی ایک ہیجانی کیفیت ہوتی ہے۔ اصل روزہ دار وہ ہے، جو روزے میں فرشتوں کی سیرت بنائے۔ چوں کہ فرشتے تمام خواہشاتِ دنیوی سے مُبرّا ہیں اور یہ تمام خواہشات بالکل جانوروں کی سی ہیں، لہٰذا خواہشات رکھنے والے روزہ دار چار پاؤں کی طرح ہیں۔ اور جو لوگ خواہشات کو اپنا تابع بنا لیتے ہیں، وہ فرشتوں کے ہمسر ہیں۔ وہ لوگ روحانی طور پر فرشتوں کے قریب ہوتے ہیں، جسمانی طور پر نہیں۔ بالکل اسی طرح اس صفت کے لوگ خدا کے نزدیک ہوتے ہیں۔ جو آدمی کھانے پینے کے سامان میں مشغول رہتا ہے اور افطار کے وقت پیٹ بھر کھانا کھا لیتا ہے۔ اس کی وجہ سے شہوی خواہشات بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ایسی خواہشات میں روزے کی اصل حقیقت اور روحانی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔

نمازِ تراویح کے مسائل

- رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دو دو رکعت کر کے پڑھنا مرد و عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔
- تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھے جائیں، لیکن اگر وتر کے بعد تراویح پڑھیں تو بھی درست ہے۔
- تراویح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے، اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو تمام اہلِ محلّہ گناہ گار ہوں گے۔
- تراویح کی بیس رکعات، دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا مستحب ہے۔
- ترویحہ کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں اور بعض فقہاء کے نزدیک درج ذیل دعا پڑھنا منقول ہے، لہٰذا جس کا جی چاہے پڑھ سکتا ہے: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ، یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ یَامُجِیْرُ.
- رمضان میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے۔
- نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی اُجرت لینا حرام ہے۔
- اگر اُجرت کے بغیر قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے ہی تراویح پڑھ لینا چاہئے۔
- تراویح کی مکمل نماز چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے گا تو نفل شمار ہوگی۔
- اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ عشاء کی نماز ہو چکی تو اُسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے، پھر تراویح میں شریک ہو۔
- تراویح کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا تو وتر کے بعد ادا کر لے۔
- تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قرآن مجید چند دنوں میں ختم کر لیا تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح پڑھے۔

رمضان المبارک اور عیدالفطر کے مسائل معلوم کرنے کے لیے
پمفلٹ ادارہ رحیمیہ کی جانب سے طبع ہوگیا ہے۔

rahimia.org

معمولات روحانی تربیتی اجتماع

منعقدہ رمضان المبارک 1434ھ/ جولائی، اگست 2013ء

اس سال موجودہ مسند نشین خانقاہِ رائے پور حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدفیوضہم پورا ماہِ رمضان المبارک 1434ھ (جولائی، اگست 2013ء) ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کی فکر کریں اور اس ماہِ مبارک میں اپنی دیگر مصروفیات ملتوی فرما کر شیخِ رائے پور حضرت اقدس مدظلہ العالی کی معیت میں کچھ وقت لگائیں۔ معمولات درجِ ذیل ہوں گے:

نوافل، ذکرو اذکار و تلاوتِ قرآن حکیم

علی الصبح تقریباً 3 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے احادیثِ نبویہ کا درس

نمازِ فجر کے بعد حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بہت سے پہلوؤں کو واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز

تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ چاشت کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے دورۂ تفسیر سے متعلق قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوں گے۔ جن میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات و اشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور و آگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان

نمازِ ظہر کے بعد دین کے ضروری احکام و مسائل اور ان کے آداب و فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔ اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد احباب تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام

اس کے بعد کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

ذکر اللہ کی مجلس اور فلاحِ دارین کی دعا

نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی تمام احباب و متعلقین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن و نوافل ادا کرتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ

نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کے بعد تصوف کی کتاب ''اِمدادالسلوک'' سے مشائخ عظام کے ملفوظات اور ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے ریجنل کیمپسز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان اور راولپنڈی میں ماہِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے۔ احباب ان میں شرکت فرمائیں:

1۔ ذکر اللہ کی مجلس: تمام ریجنل کیمپسز میں روزانہ بعد نمازِ عصر مشائخ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں ان شہروں اور متعلقہ علاقوں میں موجود سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام احباب بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

2۔ نمازِ تراویح اور تفسیری خلاصہ: تمام ریجنل کیمپسز میں نمازِ تراویح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جس میں بہترین حفاظ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنائیں گے۔ اور تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ نیز مشائخ علمائے ربانیین کے ملفوظات و ارشادات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ معمولات کی نگرانی درجِ ذیل حضرات کریں گے:

1۔ ملتان کیمپس: حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابع رحمۃ اللہ علیہ

2۔ سکھر کیمپس: حضرت مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی، محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی صاحبان

(مجازین حضرت رائے پوری رابع قدس سرہٗ)

3۔ کراچی کیمپس: مولانا زوہیب حسن، مولانا مفتی اللہ بخش، مولانا عطاء الرحمٰن شیرازی صاحبان

4۔ راولپنڈی کیمپس: حضرت مولانا تاج افسر صاحب مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابع رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
حضرت سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
حضرت مولانا محمد اشرف اثر (حیدر آباد)
حضرت ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
حضرت حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکارپور)
حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ (کوئٹہ)
محترم سید خالد ریاض بخاری (سعودی عرب)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کر دیا جاتا ہے۔
ممبرشپ کی رقومات کی ترسیل بنام
''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور
اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے
اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس
33/A کوئینز روڈ، لاہور سے جاری کیا۔

rahimia.org

نقشہ اوقات سحر وافطار رمضان المبارک 1434ھ/جولائی، اگست 2013ء

سکھر		کراچی		کوئٹہ		پشاور		ملتان		اسلام آباد		لاہور		ایام	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری
افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	دن	جولائی	رمضان المبارک
7:23	4:04	7:25	4:21	7:37	4:02	7:28	3:27	7:19	3:44	7:22	3:23	7:12	3:27	بدھ	10	یکم
7:23	4:05	7:25	4:22	7:37	4:03	7:27	3:28	7:18	3:45	7:21	3:24	7:12	3:28	جمعرات	11	2
7:23	4:05	7:25	4:22	7:37	4:03	7:27	3:29	7:18	3:45	7:21	3:25	7:12	3:29	جمعۃ المبارک	12	3
7:23	4:06	7:25	4:23	7:36	4:04	7:27	3:30	7:18	3:46	7:20	3:26	7:11	3:30	ہفتہ	13	4
7:23	4:07	7:25	4:23	7:36	4:05	7:27	3:30	7:18	3:47	7:20	3:26	7:11	3:30	اتوار	14	5
7:22	4:08	7:24	4:24	7:36	4:06	7:26	3:31	7:17	3:48	7:20	3:27	7:11	3:31	سوموار	15	6
7:22	4:08	7:24	4:24	7:36	4:06	7:26	3:32	7:17	3:48	7:20	3:28	7:10	3:32	منگل	16	7
7:21	4:09	7:24	4:25	7:35	4:07	7:25	3:33	7:16	3:49	7:19	3:29	7:10	3:33	بدھ	17	8
7:21	4:10	7:24	4:26	7:35	4:08	7:25	3:34	7:16	3:50	7:19	3:30	7:10	3:34	جمعرات	18	9
7:21	4:11	7:23	4:27	7:34	4:09	7:24	3:35	7:16	3:51	7:18	3:31	7:09	3:34	جمعۃ المبارک	19	10
7:21	4:11	7:23	4:27	7:34	4:09	7:24	3:36	7:16	3:51	7:18	3:32	7:09	3:35	ہفتہ	20	11
7:20	4:12	7:22	4:28	7:33	4:10	7:23	3:37	7:15	3:52	7:17	3:33	7:08	3:36	اتوار	21	12
7:20	4:13	7:22	4:28	7:33	4:11	7:23	3:38	7:15	3:53	7:16	3:34	7:08	3:37	سوموار	22	13
7:19	4:14	7:21	4:29	7:32	4:12	7:22	3:39	7:14	3:54	7:15	3:35	7:07	3:38	منگل	23	14
7:19	4:14	7:21	4:30	7:32	4:13	7:21	3:40	7:13	3:55	7:15	3:36	7:06	3:39	بدھ	24	15
7:18	4:15	7:21	4:31	7:31	4:14	7:20	3:41	7:12	3:56	7:14	3:37	7:06	3:40	جمعرات	25	16
7:18	4:16	7:21	4:31	7:31	4:14	7:20	3:42	7:12	3:56	7:14	3:38	7:05	3:41	جمعۃ المبارک	26	17
7:17	4:17	7:20	4:32	7:30	4:15	7:19	3:43	7:11	3:57	7:13	3:39	7:05	3:42	ہفتہ	27	18
7:17	4:17	7:20	4:32	7:29	4:16	7:18	3:44	7:11	3:58	7:12	3:40	7:04	3:42	اتوار	28	19
7:16	4:18	7:19	4:33	7:28	4:17	7:17	3:45	7:10	3:59	7:11	3:41	7:03	3:43	سوموار	29	20
7:15	4:19	7:18	4:34	7:28	4:18	7:17	3:46	7:10	4:00	7:11	3:42	7:02	3:44	منگل	30	21
7:14	4:20	7:17	4:35	7:27	4:19	7:16	3:47	7:09	4:01	7:10	3:43	7:02	3:45	بدھ	31	22
7:14	4:20	7:17	4:35	7:26	4:20	7:15	3:48	7:08	4:02	7:09	3:44	7:01	3:46	جمعرات	یکم اگست	23
7:13	4:21	7:17	4:36	7:26	4:21	7:14	3:49	7:07	4:02	7:08	3:45	7:00	3:47	جمعۃ المبارک	2	24
7:12	4:22	7:16	4:37	7:25	4:22	7:13	3:50	7:06	4:03	7:07	3:46	6:59	3:48	ہفتہ	3	25
7:12	4:23	7:15	4:37	7:24	4:22	7:12	3:51	7:06	4:04	7:06	3:47	6:59	3:49	اتوار	4	26
7:11	4:24	7:14	4:38	7:23	4:23	7:11	3:52	7:05	4:05	7:05	3:48	6:58	3:50	سوموار	5	27
7:10	4:24	7:14	4:38	7:23	4:24	7:10	3:53	7:04	4:06	7:04	3:49	6:57	3:51	منگل	6	28
7:09	4:25	7:13	4:39	7:22	4:25	7:09	3:54	7:03	4:07	7:03	3:50	6:56	3:52	بدھ	7	29
7:09	4:26	7:13	4:40	7:21	4:26	7:08	3:55	7:02	4:08	7:02	3:51	6:55	3:53	جمعرات	8	30

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے۔

درسِ قرآن

تشریح: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ (2:183-184)

(اے ایمان والو! فرض کیا تم پر روزہ۔ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ چند روز ہیں گنتی کے۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اُس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں سے۔ اور جن کو طاقت نہیں ہے روزے کی، ان کی ذمہ بدلہ ہے ایک فقیر کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے۔ اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لیے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔)

یہ حکم روزے کے متعلق ہے، جو ارکانِ اسلام میں داخل ہے اور نفس کے بندوں، خواہش پرستوں کو نہایت ہی شاق (بھاری) ہوتا ہے۔ اس لیے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا۔ یہ حکم حضرت آدمؑ کے زمانے سے اب تک برابر جاری رہا ہے۔ گو تعیینِ ایام میں اختلاف ہو اور اصولِ مذکورہ سابقہ میں جو صبر کا حکم تھا، روزہ اس کا ایک بڑا رُکن ہے۔ حدیث میں روزے کو نصف صبر فرمایا ہے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝ یعنی روزے سے نفس کو اُس کی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑے گی تو پھر اُس کو ان مرغوبات سے، جو شرعاً حرام ہیں، روک سکو گے۔ اور روزے سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف بھی آئے گا تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔ بڑی حکمت روزے میں یہی ہے کہ سرکش نفس کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام، جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں، ان کا کرنا سہل اور آسان ہو جائے اور متقی بن جاؤ۔ جاننا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ پر بھی رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے، مگر انھوں نے اپنی خواہشات کے موافق ان میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا تو لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝ میں ان کی طرف اشارہ ہے۔ معنی یہ ہوں گے کہ اے مسلمانو! تم نافرمانی سے بچو، یعنی مثل یہود اور نصاریٰ کے اس حکم میں خلل نہ ڈالو۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ یعنی چند روز گنتی کے، جو زیادہ نہیں، روزہ رکھو اور اس سے رمضان کا مہینہ مراد ہے۔ پھر اس مدتِ قلیل میں بھی اتنی سہولت اَور فرما دی گئی کہ جو بیمار ایسا ہو کہ روزہ رکھنا دُشوار ہو یا مسافر ہو تو اس کو اختیار ہے کہ روزے نہ رکھے اور جتنے روزے کھائے، اتنے ہی رمضان کے سوا اَور دنوں میں روزے رکھ لے۔ خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے۔

فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ بعض اکابر نے طعامِ مسکین سے صدقۃ الفطر بھی مراد لیا ہے۔ معنی یہ ہوں گے کہ جو لوگ فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں، وہ ایک مسکین کے کھانے کی مقدار اس کو دے دیں۔ جس کی مقدار شرع میں گیہوں کا آدھا صاع اور جَو کا پورا صاع ہے۔ اور جو لوگ اب بھی یہ کہتے ہیں کہ جس کا جی چاہے روزہ رمضان میں رکھ لے اور جس کا جی چاہے فدیہ پر قناعت کرے، خاص روزہ ہی ضرور رکھے، یہ حکم نہیں۔ وہ یا جاہل ہیں یا بے دین۔

اگر ایک دن کے کھانے سے زیادہ ایک مسکین کو دے یا کئی مسکینوں کا پیٹ بھر دے تو سبحان اللہ بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم کو روزے کی فضیلت اور حکمت اور منافع معلوم ہوں تو جان لو کہ روزہ رکھنا فدیہ مذکورہ کے دینے سے بہتر ہے اور روزہ رکھنے میں کوتاہی نہ کرو۔

درسِ حدیث

تشریح: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

رمضان المبارک کے روزے کی فضیلت

عن ابی هريرةؓ، قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: "من صام رمضان إيمانًا و احتسابًا غُفر لهٗ ما تقدّم من ذنبهٖ." (رواه البخاری)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'')

احادیث میں کئی ایک اعمالِ خیر پر گناہوں کی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک عملِ خیر سے تمام گناہوں کی بخشش ہوگئی تو دیگر اعمالِ خیر سے درجات بلند ہوں گے۔ تاہم حقوق العباد کی ادائیگی اور عدمِ استطاعت کی صورت میں صاحبِ حق سے رضا کارانہ طور پر معاف کرانا بہرکیف ضروری ہے۔ اس کے لیے یہ اعمالِ خیر نا کافی ہیں۔ نماز روزے جیسے اعمال کی ادائیگی سے انسان میں موجود صفتِ ملکی مضبوط ہوتی ہے اور ملکیت مضبوط ہوتی ہے اور ملکیت کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہے اور تجلی الٰہی سے تعلق ہر انسان کی ذاتی اور نوعی ضرورت ہے۔ لہٰذا جس معاشرے میں اس ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا ہو، وہ اپنے افراد کی ترقی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

روزے کی فرضیت کا بنیادی مرکز ''تقویٰ'' ہے، جو ایک مخصوص نورانی کیفیت اور صحیح وجدان کا نام ہے۔ جس کے ذریعے انسان ظلم کو ہر صورت میں پہچان لیتا ہے اور خدا کے سامنے جواب دہی کے احساس کے تحت اس میں ملوث ہونے سے پرہیز کرتا ہے۔ یہ کیفیت اور وجدان ان امور سے اجتناب اور بچاؤ کرتے رہنے سے راسخ ہوتا ہے، جو از روئے شرع انسان کے لیے تباہ کن یا نقصان دہ ہیں۔ اسی تقویٰ کی تفسیر قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی کی گئی کہ ''اللہ تعالیٰ عدل قائم کرنے، احسانی حالت (جواب دہی کا احساس) پیدا کرنے اور قریبی لوگوں کو ان کی ضروریات مہیا کرنے کا حکم دیتا ہے اور فحش (ہوس و حرص سے متعلقہ جرائم) منکر (جاہ پرستی سے پیدا شدہ جرائم) اور بغی (اجتماعی جرائم) سے منع کرتا ہے۔'' روزے سے حاصل شدہ تقویٰ کے نتیجے میں روزہ دار کے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ایک خاص وقت تک کے لیے جسمانی لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کیے رکھی اور خواہشاتِ نفس کی یہی قربانی اس کے لیے عملِ جہاد میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کو حاصل شدہ نعمتوں کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے، جس سے شکر اور قدر دانی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ کیوں کہ دن بھر نعمتوں سے دور رہ کر اسے ان کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہو ہی جاتا ہے۔ علاوہ ازیں روزہ کے عمل سے انسانی ہمدردی کے جذبات کو تقویت ملتی ہے اور دنیا کے فاقہ زدہ انسانوں کے ساتھ ایک اُنس پیدا ہوتا ہے، جو اسے ان کی مصیبتوں میں شریک ہونے پر ابھارتا ہے اور ان کے دکھ درد کے ازالے میں عملی اقدام پر آمادہ کرتا ہے۔ اور کوئی روزہ دار کوئی عملی اقدام کرنے کی استطاعت نہ بھی رکھتا ہو، تو بھی ان کے ساتھ عملی یک جہتی کے اظہار کا موقع روزہ ہی فراہم کرتا ہے۔ یوں تیس دن اسلامی معاشرہ، فاقہ زدہ انسانیت کے ساتھ عملی مساوات کا مظاہرہ کرتا ہے۔ نیز روزہ، انسان کے اندر مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر و تحمل کی صلاحیت پیدا کرتا ہے اور اسے ہر قسم کے حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ مزید برآں روزے سے اصلاحِ نفس کا مجاہدہ بھی ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں روزے دار میں انفرادی عیوب سے محفوظ رہنے کی محنت اور اجتماعی مفاسد کے خلاف جدوجہد کا جذبہ توانا ہوتا ہے۔ چناں چہ جو روزہ دار حسد، غیبت، بے حیائی، حق تلفی اور فریب دہی سے اجتناب نہیں کرتا ہے، وہ محض بھوکا پیاسا دن گزارتا ہے اور اس کے اعمال نامے کی سیاہی میں ہی مزید اضافہ ہوتا ہے۔

rahimia.org

اداریہ

ہماری خارجہ پالیسی اور عصری تقاضے

آج ہم بین الاقوامیت کے دور سے گزر رہے ہیں۔ جدید مواصلاتی ذرائع نے قوموں اور ملکوں کے درمیان فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے۔ دنیا ایک بستی کی مانند ہوتی چلی جا رہی ہے۔ قوموں اور ملکوں کا باہمی میل ملاپ ایک ناگزیر رشتہ بنتا جا رہا ہے۔ کوئی بھی ملک دنیا سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ ایسے میں کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ آج کی دنیا میں کسی بھی ملک کی بین الاقوامی شناخت اس کی خارجہ حکمتِ عملی کی مرہونِ منّت ہوتی ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے ملکوں کے درمیان محض روایتی اور رسمی تعلقاتِ کار نہیں ہوتے، بلکہ یہ ایسے تعلقات ہوتے ہیں، جن سے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدانوں میں قومیں ایک دوسرے سے سیکھتیں اور فائدہ اٹھاتی ہیں۔ آج گلوبلائزیشن کے دور میں تو ایسے علاقائی تعلقات اور بھی زیادہ اہم ہو گئے ہیں۔

پاکستان آج جن گوناگوں مسائل کا شکار ہے، اس کا ایک اہم سبب ہماری خارجہ پالیسی ہے۔ دہشت گردی، مسئلہ کشمیر، پاک بھارت تناؤ، پاک افغان کشیدگی، ڈرون حملے، اَبتر معاشی حالت اور بجلی و توانائی کے بحران کا حل تلاش نہ کر پانا، ایسے مسائل ہماری خارجہ پالیسی سے ہی جڑے ہوئے ہیں۔ نئی منتخب پارٹی کے سربراہ نے وزارتِ عظمیٰ کا حلف اٹھاتے ہی جن مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی بات کی ہے، ان میں خارجہ پالیسی اور بالخصوص پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقاتِ کار کو بہتر بنانے کے عزم کا اظہار ہے، جو دونوں طرف کے امن پسند اور رواداری کے حامل حلقوں کے لیے بہت خوش آئند بات ہے۔

ماضی میں پڑوسی ملک بھارت سے ہمارے تعلقات، علاقائی حقائق سے زیادہ تعصّبات، وقتی جذبات اور عالمی طاقتوں کے حسبِ خواہش رہے ہیں، جو ایک آزاد اور خودمختار مملکت کے شایانِ شان نہیں تھے۔ قیامِ پاکستان کے وقت ہی بانی پاکستان نے امریکی سفارت کاروں سے ایک ملاقات میں سوشل اِزم مخالف مغربی کیمپ کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کروادی تھی کہ ہم جنوبی ایشیا میں روس مخالف قوتوں کا تعاون کریں گے۔ یوں ہماری خارجہ پالیسی قیامِ پاکستان سے قبل ہی اپنا قبلہ متعین کر چکی تھی۔ خارجہ پالیسی کی اس ٹیڑھی اینٹ پر دیوار کی تعمیر ہمارے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان نے دورۂ روس منسوخ کر کے امریکا کے دورے سے کر دی تھی۔ یوں ہم دو عالمی نظاموں (سرمایہ داری اور سوشل اِزم) کی جنگ میں ایک کیمپ کے اتحادی بن گئے۔ 1950ء کے عشرے میں جب امریکا ایک طرف سوویت یونین کے خلاف اور دوسری طرف چین کے خلاف دفاعی معاہدوں کا جال بُن رہا تھا، اس میں امریکا کو جنوبی ایشیا کے علاقائی ممالک کا تعاون چاہیے تھا۔ اس حوالے سے پاکستان اس کے لیے بہت اہم تھا، کیوں کہ اس صورتِ حال میں پاکستان کی سٹرٹیجک پوزیشن بے حد اہم تھی۔ پاکستان کے دونوں بازو قائم تھے۔ مشرقی پاکستان کی اہمیت چین کے گرد گھیرا ڈالنے اور مغربی پاکستان کی اہمیت مڈل ایسٹ اور گرم پانیوں کے سمندر کے حوالے سے تھی۔ چناں چہ کمیونزم کے خلاف امریکا نے پاکستان کو فوجی امداد دی اور پاکستان سیٹو اور سینٹو جیسے دفاعی معاہدوں کا ممبر بن گیا۔

حال آں کہ انھی دنوں میں غیر وابستہ ممالک کی تحریک اپنا وجود منوا چکی تھی اور ہمارا پڑوسی ملک انڈیا اپنے آپ کو اس تحریک سے وابستہ کر کے اپنے بارے میں غیر جانب دار ہونے کی رائے قائم کر چکا تھا۔ اس وقت غیر وابستہ تحریک کے تمام ممالک کے نزدیک پاکستان امریکا کا ایک آلہ کار ملک شمار ہونے لگا تھا۔ بعدازاں ہم نے امریکا کو خطے میں اپنے مخالفین پر نظر رکھنے کے لیے ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں اور اس کی پھیلائی ہوئی جنگ کے لیے اپنے کندھے بھی پیش کیے۔ آج وہی جنگ ہماری قومی سلامتی کے لیے سب سے بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ پاکستان کی جتنی بھی سول یا فوجی حکومتیں آئیں، انھوں نے خارجہ پالیسی میں سابق تسلسل کو نہ صرف برقرار رکھا، بلکہ ہر آنے والی حکومت، طاقت کے مرکز سے خارجہ پالیسی پر ڈکٹیشن لیتی رہی اور عائد شدہ شرائط کو بھی قبول کرتی رہی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب بے نظیر کو حکومت دی گئی تو جنرل مرزا اسلم بیگ کی بہت سی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ خارجہ پالیسی تبدیل نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے سابق فوجی جرنیل صاحبزادہ یعقوب علی خان کو وزیرِ خارجہ بنایا گیا، جو کہ نہ تو قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور نہ ہی سینٹ کے۔

ہندوستان ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے۔ اس کے حوالے سے خاص بات یہ ہے کہ پاکستان نے اسی کی کوکھ سے جنم لیا ہے، لیکن ماضی میں اس کے ساتھ ہمارے تعلقات کبھی بھی مثالی نہیں رہے اور ایک مخصوص ذہنیت اِسے مذہبی جذبات کے تناظر میں دیکھتی رہی ہے۔ ہندو مسلم تناظر 65 سال بعد بھی قائم رکھا گیا ہے، حال آں کہ چین اور امریکا کے ساتھ تعلقات کو کبھی بھی مسلم غیر مسلم نقطہ نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس کا مطلب ہے کہ پاک بھارت تعلقات میں ایک طبقہ مذہب کو اپنے سیاسی مفادات کے لیے استعمال کرتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کا ابتدائی اصول ہے کہ ہر ریاست کو دوسری ریاست سے دوطرفہ بنیادوں پر اقتصادی، تجارتی، ثقافتی، سیاسی اور دفاعی تعلقات استوار کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ کم از کم تجارت اور اقتصادی امور کو سیاست اور مذہبی اختلافات کے تابع نہیں کیا جانا چاہیے اور آزاد ریاستوں کو ایک دوسرے سے پُرامن بقائے باہمی پر مبنی تعلقات قائم کرنا چاہئیں۔ اب دونوں ملکوں کو یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ اب کشمیر کا معاملہ عسکری طاقت کے بجائے مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ کیوں کہ اب دونوں ملک بڑی فوجی طاقتیں ہیں اور دونوں جوہری طاقت کے حامل ہیں۔ اس لیے اب صرف یہی راستہ بچ جاتا ہے کہ دونوں ملکوں کو دونوں طرف کی عوام کا خیال کرتے ہوئے اپنے وسائل، جنگ میں جھونکنے کے بجائے عوام کی تعلیم، صحت اور بنیادی ضروریات پر خرچ کرنے چاہئیں اور دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے والی چھوٹی چھوٹی اور معمولی وجوہات کو دور کر کے باہمی افہام و تفہیم کی کوشش کی جائے۔ موجودہ قیادت رجعت پسند مذہبی طبقوں کے اثر سے نکل کر یہ کوشش کرے کہ دونوں ملکوں کے درمیان حالات بہتر ہوں، کشیدگی اور تناؤ ختم ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جنوبی ایشیا میں یہ دونوں ممالک ایک نئی قوت کے ساتھ سامنے آ سکتے ہیں اور کئی طرح کی عالمی سازشوں سے محفوظ بھی رہ سکتے ہیں۔

نئی حکومت اپنی پائیدار خارجہ پالیسی تشکیل دے کر بہت سے گھمبیر مسائل سے نجات پا سکتی ہے اور پڑوسی ممالک حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں، جیسا کہ بجلی کے معاملے میں ایران پیشکش کر چکا ہے، جسے پی پی، اے این پی اور متحدہ کی مخلوط حکومت بروئے کار نہ لا سکی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا موجودہ حکومت ایران کی پیشکش سے فائدہ اٹھاتی ہے یا چپ سادھے رہے گی۔ اس ضمن میں حکومت کا دوسرا اہم قدم ایران پاکستان گیس پائپ لائن کی تکمیل ہے، جس کے لیے ایران نے پہلے ہی پاکستان کو پچاس کروڑ ڈالر دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے، جب کہ چین کی کمپنی اس منصوبے کی تکمیل کے لیے آمادہ ہے۔ (بقیہ صفحہ نمبر 7 پر)

rahimia.org

خطبات و بیانات

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت رائے پوری رابع رحمۃ اللہ علیہ و مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

(مشائخ رائے پور اپنے اندازِ تربیت میں ایک منفرد حیثیت کے حامل ہیں، وہ ہمیشہ خلقِ خدا کی دینی اور اخلاقی تربیت میں انتہائی توجہ فرماتے رہے ہیں۔ اُن کے ہاں جہاں قلوب کی تطہیر اور صفائی کے لیے مجالس ہائے ذکر کا اہتمام رہتا ہے، وہاں ذہنوں کی آبیاری کے لیے علمی و فکری نشستوں اور اجتماعات کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے پانچویں مسند نشین حضرت اقدس شاہ عبدالخالق رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات، خطبات اور افادات کا خلاصہ اور رپورٹ پیش کیا کریں گے۔ اس بار ہم ان کے بالترتیب تین خطبات کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ یاد رہے یہ خطبات انھوں نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے مین کیمپس لاہور میں جمعہ کے اجتماعات سے ارشاد فرمائے ہیں۔ ان خطبات کے مطالعے کے وقت یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ 11/مئی 2013ء کو پاکستان کے دسویں عام انتخابات منعقد ہوئے۔ مندرجہ ذیل خطبات میں جا بجا اس معروضی سیاسی صورتِ حال پر شعوری اور بصیرت افروز تبصرے کیے گئے ہیں۔ مدیر)

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے 10/مئی 2013ء کو ادارہ رحیمیہ کے مین کیمپس لاہور میں نمازِ جمعہ کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے خطبہ مسنونہ کے بعد یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (33:70) کے تناظر میں اپنی گفتگو میں مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے:

''ہر دور کے انسانوں اور جنات میں ایسی شیطانی اور طاغوتی قوتیں اور جماعتیں موجود رہی ہیں، جو غلط افکار و نظریات کے سبز باغ دکھا کر انسانوں کو گمراہ کیا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی بھی انسانی معاشرے میں فکر و نظریے کا بحران پیدا ہو جائے تو ایسے لوگوں کے اقوال، ان کی زبان سے نکلنے والے جملے، ان کے جسم سے صادر ہونے والے اعمال، سوسائٹی میں اصلاح کی بجائے فساد پیدا کرتے ہیں۔ بظاہر یہ لوگ بہت خوش نما کام کیے جا رہے ہوتے ہیں، لیکن ان کا نتیجہ صفر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے ان لوگوں کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ جو کام تو بُرے کریں، لیکن یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (18:104) (وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔)

آج عالمِ اسلام، جو تقریباً دو سو سال تک برطانوی اور فرانسیسی سامراج کا غلام رہا، اس پر غلامی کے اثرات آج ساٹھ پینسٹھ سال، بلکہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی قائم ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کا غلامانہ طرزِ تفکر اور بنیادی اقدار تبدیل نہیں ہوئے۔ ان سامراجی اقدار کو آزادی حاصل کر لینے کے باوجود بھی ہم نے ترک نہیں کیا اور انھیں جوں کا توں تسلیم کر لیا۔ اس میں بنیادی اور اہم بات سمجھنے کی یہ ہے کہ وہ بنیادی اقدار ہیں کیا! انھیں سمجھا جائے۔ دیکھیے! ہر دور کا ایک طاغوت اور بُت ہوتا ہے اسی طرح ایک خدا کے مقابلے میں شیطانی خدا ہوتا ہے، جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ جو دو ڈھائی سو سال میں دنیا بھر کی انسانیت جس عذاب میں مبتلا رہی ہے، اس دور کا جو نیا دیوتا تراشا گیا، وہ دراصل سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ یہ سرمائے کا وہ بنیادی تصور ہے، جس کی اساس سرمائے کے اصل ہونے اور انسانیت کے اس کے تابع ہونے پر ہے۔ سرمایہ داری نظام کا مطلب ہی یہ ہے کہ جب بھی سرمائے اور انسان کے درمیان ٹکراؤ پیدا ہو تو سرمائے کو بالادستی حاصل ہوگی اور انسانیت سرمائے کے تابع قرار پائے گی۔ سرمایہ دارانہ سوچ ہی اس دور کا طاغوت اور تراشا ہوا بُت ہے۔''

انھوں نے الیکشن 2013ء اور سرمایہ داری نظام کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے فرمایا:

''اس الیکشن میں اربوں روپے میڈیا پر اُڑائے گئے اور عالمی سرمایہ داری نظام اور امریکا نے On the record تین سو ساٹھ کروڑ ڈالر اور ایک سو چالیس کروڑ ڈالر جاپان نے آپ کے انتخابات کے لیے دیے ہیں۔ عالمی سرمایہ داری نظام کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ پانچ کروڑ ڈالر آپ کو آپ کے الیکشن کے لیے مہیا کرے۔ آپ کے الیکشن کے عملے کو عالمی سامراجی نظام تربیت دے، عالمی سامراجی ادارے نے آپ کے ارکانِ پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ میں کردار ادا کرنے کی تربیت کس مقصد کے لیے دی؟ ظاہر ہے وہ اپنے مفادات کے لیے دی ہے۔ یہاں کا چھوٹا سا سرمایہ دار جو چھوٹا سا کاروباری ہے، وہ دو روپے بھی بغیر کسی مفاد کے خرچ نہیں کرتا، عالمی سامراجی نظام پانچ کروڑ ڈالر آپ کے اوپر خرچ کر رہا ہے، کس مقصد کے لیے؟ اس کے کیا مفادات اور مقاصد ہیں؟ یہ سب دھوکا دہی اور فراڈ ہے۔ انسانیت دشمنی کی اس سے بدتر اور کوئی شکل نہیں کہ عمل تو بُرا ہے، لیکن اُسے اچھا خیال کیا جا رہا ہے۔

بڑے بڑے مفتی فتوے جاری کر رہے ہیں کہ ووٹ دینا سب سے ضروری ہے، اس کی شرعی حیثیت ہے۔ کیا شرعی حیثیت ہے؟ اگر بنیادی اقدار غلط ہیں، بنیادی سسٹم درست نہیں تو اس کے اندر ووٹ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ جب بنیادی سسٹم ہی غلط ہے، اس کی بنیادی اقدار ہی صحیح نہیں، پہلے ان کو تو درست کر لو، پھر لوگوں سے اُن کی رائے لو۔ جہاں لوگ اپنی مرضی اور آزادی سے اپنی رائے اور گواہی دے سکیں۔ گواہی تو وہاں ہوتی ہے، جہاں عدالت کا بنیادی ڈھانچہ درست ہو، آپ وہاں جا کر گواہی دیں گے۔ اور اگر بنیادی طور پر عدالت ہی غلط ہے تو وہاں گواہی کے نتائج کیا ہوں گے۔ ایک طرف اگر مفاد پرست اور سرمایہ داری کا آلہ کار امیدوار ہے، تو دوسری طرف بھی ویسا ہی ہے اور تیسری طرف بھی اُسی طرح کا ہے۔ اب ان میں سے کسی کو بھی ووٹ دینا کس طرح شرعی طور پر درست ہے؟ یہ بالکل غلط بات ہے۔ ہماری اصل خرابی ہماری سوسائٹی پر مسلط سرمایہ داری نظام ہے، جب تک وہ نہیں ٹوٹتا، سرمایہ داری کے اس مردہ کُتّے کو جب تک ملک کے کنویں سے نہیں نکالا جاتا، اس وقت تک لاکھ ووٹ دو اسلام کے نام پر، الیکشن کے نام پر، مارشل لا کے نام پر، چیف ایگزیکٹوازم کے نام پر، سوسائٹی میں کسی قسم کی بھلائی اور تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔

آج ہماری عقلوں کو بے وقوف بنانے کے لیے میڈیا، نام نہاد اخبارات، لیڈروں اور سرمایہ پرستوں نے جمہوریت کے عنوان سے الیکشن اور ووٹ کے نام سے جو خوش نما جال پھینکا ہے، اس کو عقل و شعور کی بنیاد پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب تک سوسائٹی میں غلامی کے زمانے کے سیاسی، سماجی اور معاشی رویوں میں انقلاب نہیں آتا اور سرمایہ داری نظام کا بالکل خاتمہ نہیں ہو جاتا، اس وقت تک ووٹ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس سوسائٹی کے نام نہاد جمہوری نظام کے اندر شرکت کرنا بھی عبث اور فضول ہے۔ یہ قوم کے لیڈر اور رہبر نہیں، بلکہ کرتب دکھانے والے مداری ہیں، جو انسانی سوسائٹی کو یرغمال بنائے ہوئے ہیں۔

آج عقل و شعور کی بنیاد پر اپنی رائے دینا ہر انسان کا بنیادی حق ہے، ہر انسان کا ووٹ بہت قیمتی ہے۔ یہ ووٹ غلط نظام کے اندر ایسی قوتوں کو دینا، جو ہمارے ووٹ کی عوامی اور اجتماعی طاقت کو ختم کر دیں، ووٹ کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ ووٹ کی طاقت کو انسانیت

rahimia.org

دشمن نظام پر خرچ کرنا، ووٹر کی عزتِ نفس اور انسانی غیرت کی توہین ہے۔ ہمیں غلام بنا کر، کسی ڈبے میں بند کر کے سرمایہ داری نظام کے شکنجے میں گس کر یہ کہنا کہ ان دو سرمایہ داروں میں سے ایک کو منتخب کرو کہ یہ اچھا ہے یا وہ اچھا ہے۔ یہ ہمارے ووٹ، ہماری انسانیت اور ہماری آزادی کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ ہمیں اپنے ووٹ، اپنی رائے، اپنی سوچ اور عقل وشعور کو اس سرمایہ داری نظام کا آلہ کار نہیں بنانا۔ یہ وہ بنیادی سوچ اور نظریہ ہے، جس کے تحت یہ بات واضح ہے کہ ہم اس غلط نظام کا حصہ نہیں ہیں۔ ہم اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے ابرہیم علیہ السلام نے کہا اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ (60:4) (ہم بَری ہیں تم سے اور اُن سے کہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے کھلی دشمنی اور بیر ہے، یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے کے مشرکوں نے کہا تھا کہ ''آؤ ہم آپ کو مکے کی حکومت دینے کے لیے تیار ہیں۔'' مکہ مکرمہ کے غلط سسٹم میں رہتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت طشتری میں رکھ کر مل رہی تھی۔ آپؐ سے کہا جا رہا تھا کہ مکے کے اعلیٰ ترین نسب کے خاندان میں ہم آپ کی شادی کرانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر مال و دولت چاہیے، ہم آپ کے آگے اس کے ڈھیر لگانے کے لیے تیار ہیں۔ مکے کا سردار بننے کی خواہش ہے تو آپ کو مکے کا سردار بنا دیتے ہیں۔ اقتدار کے ایوانوں تک پہنچنے کی کتنی آسان صورت تھی۔ آج کل کے اسلام کے نادان خیر خواہ یہ کہتے ہیں کہ اسی قسم کے نظام کی پارلیمنٹ کے اندر جا کر ہم اسلامی نظام نافذ کریں گے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکے کے اس سسٹم کا حصہ بن کر حکومت کی سربراہی لے کر وہاں کا نظام ٹھیک کر لیتے۔ کیا ضرورت تھی دعوت دینے، جماعت بنانے اور انقلابی جدوجہد کرنے کی۔ حضور اکرم ﷺ نے نظام کو ظالموں سے آزاد کروانے کے لیے جنگیں لڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکومت تو پہلے دن ہی مکے میں مل رہی تھی۔ سسٹم خراب ہو تو کوئی بھی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ نادان کس دلیل وحجت کی بنیاد پر بغیر انقلابی تیاری کے نظام میں جانے اور اس کا حصہ بننے کی بات کرتے ہیں؟ نبی ﷺ نے تو غلط نظام کا حصہ بننے سے انکار کر دیا، نبی ﷺ کا اسوہ یہ ہے کہ جب تک سسٹم نہیں بدلتا، سرمائے کا بنیادی تصور ان کے دماغوں سے نہیں نکلتا، اس وقت تک اس سسٹم سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ نبی ﷺ نے اس پورے سسٹم کو توڑا، اپنا نظام قائم کیا۔ لیکن یہ بے چارے اسی غلط نظام کی وزارتوں کے پیچھے دوڑتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسلام لائیں گے!!

آج ہمیں بنیادی طور پر عقل وشعور کی اساس پر فیصلہ کرنا ہے، اس شیطانی اور طاغوتی نظام کا ہمیں حصہ نہیں بننا۔ یہ انسانیت دشمنی اور انسانیت کے خلاف سازش ہے، یہ عالمی سامراجی نظام کا طاغوتی جال ہے، جو انسانیت کو یرغمال بنانے اور انسانیت کو دھوکا دینے کے لیے بچھایا گیا ہے۔ اس کے بارے میں قرآن حکیم نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ یہ بظاہر بڑا خوب صورت عمل ہے، لیکن يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا۝ یہ دراصل خوش نما عمل جس کو سمجھ رہے ہیں، اصل میں یہ انسانیت دشمنی کا عمل ہے۔ قرآن حکیم نے عقل وشعور اور فہم وبصیرت کی جو بنیادی بات سمجھائی، اس اس کے مطابق ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن حکیم کو درست تناظر میں سمجھنے، اپنے گرد و پیش کے حالات کا اسی تناظر میں جائزہ لینے اور صحیح رائے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!''

آپ نے مؤرخہ 17/مئی 2013ء کو جمعہ کے خطبے میں اس آیت قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰى سَبِيۡلًا۝ (17:84) (آپ فرما دیجیے! ہر کوئی اپنے ڈھنگ پر کام کرتا ہے۔ اور تیرا رب بہتر جانتا ہے کہ کس نے سیدھا راستہ پا لیا ہے۔) کو بنیاد بناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قرآن حکیم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: قُلۡ کہہ دیجیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ۔ ہر انسان اور ہر چیز جس طرح کے مجموعی مزاج کے مطابق تشکیل پذیر ہوتی ہے، اسی کے مطابق عمل کرتی ہے۔ یہاں مختصر سے جملوں میں قرآن حکیم نے کائنات کا ایک بنیادی قانون بیان کر دیا ہے۔ كُلٌّ يَّعۡمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ جیسے اُس کا شاکلہ (ڈھانچہ) ہوگا، جیسے اس کا سٹرکچر ہوگا، جیسے اور ان کے کمبینیشن (Combination) کے بنیادی اجزا کی نسبتیں ہوں گی، اسی کے مطابق ہر چیز عمل کرتی ہے۔ لوہے کی ایک تاثیر ہے، آکسیجن کی بھی ایک تاثیر ہے۔ ہر ایٹم کی اپنی ایک مخصوص تاثیر ہوتی ہے۔ ان ایٹموں سے جو چیز مجموعی طور پر وجود میں آئے گی، وہ انھی تاثیرات کا مجموعہ ہوگی۔ اس کے نتائج تاثیر کے اس دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس دائرے کے اندر رہ کر ہی وہ کام کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا سائنٹیفک اصول ہے کہ جس کا دن رات تجربہ کر لیں، جیسے مادی زندگی میں بے جان مادے اپنے بنیادی خواص وتاثیرات کے مطابق نتیجہ پیدا کرتے ہیں، یہی حال جان داروں کا ہے۔ جانور ہوں، جنات یا انسان، ان کا معاملہ بھی یہی ہے۔ انسانوں کی جیسے ساخت ہوگی، جس قسم کے مجموعی ماحول میں وہ زندگی بسر کر رہے ہوں گے، جس طرح کے ان کے اجتماعی فیصلے ہوں گے، اسی کے مطابق ان کے نتائج ظاہر ہوں گے۔ نتیجہ، عمل سے انحراف نہیں کر سکتا۔ اس عمل کی پیشین گوئی کرنے والے کوئی غائب دان نہیں ہوتے۔ وہ دراصل اس کا سائنٹیفک تجزیہ کرتے ہیں۔ اور تمام معلومات کا مجموعی نتیجہ ان کے سامنے آ جاتا ہے۔ دراصل نتیجہ ان کے مجموعی عمل سے متعین ہوتا ہے۔

یہی حال اقوام اور معاشروں کا ہے۔ معاشروں کی تخلیق جن اساسی اصولوں پر ہوتی ہے، ان کی تشکیل کے وقت ان کے خمیر میں جو چیز ڈال دی جاتی ہے، وہ اپنے اُس دائرے سے باہر نہیں نکلتے۔ وہ اسی دائرے کے اندر محدود رہتے ہیں۔ اُس سے اوپر اُٹھ کر سوچنے کی صلاحیت و استعداد ہی ان میں نہیں رہتی۔ اُس سے نکلنا ایک بہت بڑے انقلاب کا تقاضا کرتا ہے۔ جب تک وہ انقلابی عمل نہ ہو، تو کسی بھی دائرے، کسی گٹر سے یا کسی کنویں سے نکلنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔ جمپ لگائے بغیر اپنے دائرے سے نکل کر کسی دوسرے دائرے میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ اور اگر جمپ لگانے کی خواہش ہی نہ ہو، اپنے ہی دائرے کے اندر، مینڈک کی طرح اپنے ہی کنویں کے اندر جو لوگ زندگیاں بسر کرنا چاہتے ہیں، ان کے نتائج ویسے ہی ہوں گے، وہ کبھی بھی ان کے عمل سے مختلف نہیں ہو سکتے۔

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے معاشرے کا جائزہ لینا اور تجزیہ کرنا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے، اس میں کوئی دو آرا نہیں کہ تقریباً دو سو سال (1757ء سے 1947ء تک) ہمارا معاشرہ غلام رہا، غلامی کی زندگی بسر کی۔ اور غلامی کے زمانے میں ہمارے معاشرے کی جو بنیادی ساخت وجود میں آئی، اس کے اساسی رویے اور کردار غلامی، بدامنی، قتل وغارت گری، معاشی بھوک وافلاس اور عالمی سامراجی قوتوں کے لیے آلہ کاری اور دوسروں کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے کی ہے۔

rahimia.org

قومی آزادی کی سوچ، جرأت و ہمت کے ساتھ اپنے فیصلے کرنے کی صلاحیت، عدل و انصاف، امن وامان قائم کرنے کا جذبہ، معاشی خوش حالی اور غربت سے نجات کی تحریک، اسی کے ساتھ ساتھ پورے علاقے اور ریجن میں اپنے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے جدوجہد اور کوشش کے عمل کو ترک کر کے ہم سامراجی نظام کے غلام رہے۔''

انھوں نے غلام معاشروں میں نظام کی خودساختہ آلہ کار جماعتوں کی نفسیات پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''قوموں کی شناخت ان کی پارٹیوں اور لیڈروں سے ہوتی ہے۔ قوموں کی اجتماعیت کسی نہ کسی پارٹی یا کسی لیڈرشپ کی اساس پر ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں قوم کے نام پر جو پارٹیاں مسلط ہوئیں اور اسلام کے نام پر جو پارٹیاں وجود میں لائی گئیں، ان کا اسلام کی حقیقی روح سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا قومی آزادی کی سوچ سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا سوسائٹی میں امن وامان کے قیام سے کوئی ربط نہیں۔ ان کا انسانی معاشی حقوق ادا کرنے سے کوئی علاقہ نہیں۔ وہ سرمایہ پرست، جاگیرداری کے تصورات کے تابع، بدامنی کو فروغ دینے کی ذمہ دار، نفرتوں کی سیاست کی سوداگر، فرقہ وارانہ دشمنیاں پیدا کرنے کی خوگر اور ذاتی اور گروہی مفادات کی اسیر ہیں۔ وہ انسانی معاشرے میں انسانوں کو جانوروں کی حد تک گرا دیتے ہیں۔ وہ انسانیت کو مسخ کرنے کے لیے ہر آخری سطح تک جانے کے لیے تیار ہیں۔ حتیٰ کہ انھیں اپنی قومی غیرت فنا کرنی پڑے، جیسا کہ کچھ دن پہلے کسی غیرملکی سامراجی نمائندے نے کہا تھا کہ: ''یہ تو اپنی ماں تک بیچنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں'' اپنے گروہی یا طبقاتی مفادات کے لیے اس سطح پر جب قومیں گر جاتی ہیں، ان کی لیڈرشپ اپنے ذاتی مفادات کی اسیر ہو جاتی ہے۔ اور گروہی اور طبقاتی مفادات کے لیے کام کرنے لگتی ہے۔ اُن میں کوئی نظم وضبط اور ڈسپلن نہیں ہوتا۔ ان کے فیصلے اپنے کیے ہوئے نہیں ہوتے۔ وہ اغیار کے فیصلوں کے تحت کردار ادا کرتی ہیں۔

اگر کسی قوم کی ساخت میں ایسے رویے موجود ہوں، تو وہ قوم، اس کا عمل اپنی ان بنیادی اقدار سے منحرف ہو کر نتیجہ نہیں دے سکتا۔ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ۔ جیسا غلامی کا شاکلہ وجود میں آ گیا، انسانیت دشمن رویوں کا جیسا ڈھانچہ وجود میں آ گیا، جیسی ان کی قومی پارٹیوں کی ذہنی سطح بن چکی ہیں، ویسا ہی نتیجہ پیدا ہوگا، ویسا ہی وہ سیاسی اور اجتماعی عمل کریں گی۔ وہ غلامی کے اِسی عمل کو دہرائیں گی، خواہ ان کو لاکھ ذلت اور رُسوائی سہنی پڑے، وہ کتنی ہی غارت گری اور قتل کے ماحول سے گزریں، وہ لاکھوں انسانوں کو قتل کروا دیں، وہ اپنی ذلت اور رسوائی کے کتنے ہی مظاہر کیوں نہ دیکھ لیں، انھیں عقل نہیں آتی۔ انھوں نے وہی کام کرنا ہے، جو اُن کے خمیر کے اندر پیوست ہو چکا ہے، جو ان کی عادت بن چکی ہے، جو رویے ان کی اجتماعی سوچ کی شناخت بن چکے ہیں، وہ اپنے فیصلے خود نہیں کرتے۔ وہ بین الاقوامی سیاست کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ جب قوموں میں آزادی کا جذبہ نہ رہے، آزادی کی بنیاد پر اپنے فیصلے کرنے کی صلاحیت و استعداد کھو دیں تو دوسروں کی غلام بن جاتی ہیں۔ اغیار کے جو سیاسی مقاصد ہیں، ان کے جو بین الاقوامی مفادات ہیں، عالمی اسٹیبلشمنٹ کے جو اہداف ہوتے ہیں، غلام قوموں کے اعمال اس کے مطابق نتائج پیدا کرتے ہیں یا ایسے نتائج اُن پر مسلط کر دیے جاتے ہیں۔ وہ جیسے اعمال کرتی ہیں، ویسا ہی نتیجہ ان کے زندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔''

حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے مؤرخہ 24؍ مئی 2013ء کو جمعہ کے خطبے میں اس آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (59:18) (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ اُس نے آنے والے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، جو کچھ تم کرتے ہو۔) کو بنیاد بناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''دینِ اسلام کی تعلیمات مسلمانوں کی ایسی تربیت کرتی ہیں کہ وہ نہ صرف اپنی دنیا کی زندگی میں مسلسل ترقی کریں، بلکہ موت کے بعد زندگی کے دوسرے مرحلے میں بھی کامیابی اور کامرانی کے صحیح، صاف اور روشن راستے ان کے سامنے کھل جاتے ہیں۔ انسانی زندگی کا اختتام موت پر نہیں ہو جاتا، بلکہ زندگی کا ایک سفر مکمل ہوتا ہے۔ موت کے بعد زندگی کا اگلا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ کائنات میں جتنی مخلوقات پیدا کی گئی ہیں، ان میں ہر ایک کی اپنی اپنی تخلیق کے مطابق ذمہ داریاں، فرائض اور زندگی کے سفر کے مختلف پڑاؤ ہیں۔ مخلوقات میں سب سے افضل اور اعلیٰ مخلوق انسان ہے۔ انسان دنیا میں تمام مخلوقات میں سے زیادہ پیچیدہ، زیادہ متنوع، زیادہ ہمہ گیر اور ہمہ پہلو مخلوق ہے۔ اس لیے اس کی ساخت اور اس کی فطرت کے مطابق اس کی زندگی کا سفر موت پر ختم نہیں ہوتا۔ یہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تو چلا جاتا ہے، لیکن اس کا سفر مسلسل جاری رہتا ہے۔ اس پورے سفر میں انسان کے پیشِ نظر کیا رہنا چاہیے، دنیا بھر کے تمام عقلا اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کو ترقی ملنی چاہیے۔ ترقی اس کی فطرت کا حصہ ہے۔ اس کی طبیعت کا جُز ہے، زیادہ سے زیادہ آگے بڑھ کر، نئی سے نئی ترقیات حاصل کرنا، اس کی فطرت اور طبیعت میں رکھ دیا گیا ہے۔ یہ نہ ہو تو انسانی زندگی گونا گوں تنوع اور ہمہ گیر پہلو نہ رکھتی۔ ترقی اور ارتقا کا یہ انسانی جذبہ موت، قبر اور حشر کے بعد جنت کے مقام بھی جاری رہتا ہے۔ جنت میں بھی خوب سے خوب تر کی تلاش، مزید آگے بڑھنے کا جذبہ اور مسلسل جدوجہد جاری رہتی ہے۔

اب انسان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا ہے کہ کیا وہ رجعت پسندی کے مظہر ہیں یا انسانی اَخلاق کی ترقی کے مطابق آگے بڑھنے کے اعمال ہیں۔ انسان سے زیادہ تیز تر ترقی یافتہ، پوری کائنات کے اندر یکساں طور پر سرایت کرنے والا، اور برق رفتاری رکھنے والی مخلوق فرشتے ہیں۔ تو کیا وہ اپنے اَخلاق کی ترقی اور کامیابی کے ساتھ فرشتوں کے اعلیٰ اَخلاق کی بنیاد پر انسان دوستی کا کام کرنا چاہتا ہے، جس میں فرشتوں کے بارے میں کہا گیا: لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (66:6) کہ اللہ انسانیت کی خدمت کے لیے جو حکم ان کو دیتا ہے اور جو کام اُن کے ذمے لگا دے، وہ بغیر کسی نافرمانی کے اس پر پورے طور پر ٹھیک ٹھیک عمل کرتے ہیں۔ یعنی انسانی نظام کو، کائنات کے سسٹم کو چلانے میں، ان کی تنظیمی مہارت، ان کا نظم وضبط اور ڈسپلن مثالی ہے۔ دنیا میں وہی معاشرہ ترقی کرتا ہے، جس کے نظام چلانے والے ذاتی خواہشات سے بالاتر ہو کر ڈسپلن کے تقاضوں کے تحت کام کریں۔ منظم فورس کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور تنظیمی طاقت یا منظم فورس اس وقت تک وجود میں نہیں آتی، جب تک اس کا ہر ورکر دیے گئے آرڈر کے مطابق مطلوبہ مقاصد و اہداف حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشاں نہ رہے۔ اُس دیے ہوئے ٹارگٹ کو پورا کرنے کے لیے اس کی ذاتی خواہش، ذاتی مفاد کی دخل اندازی آڑے نہ آئے۔ اُسے جو کام کرنے کا ہدف مقرر کرنے اور اُس سے نتائج حاصل کرنے کا کہا گیا ہے، وہ اُسے حاصل کرے۔ یہ ہے لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ گویا کہ منظم طاقتوں اور قوتوں میں سب سے بہترین قوت فرشتوں کی ہے۔

اب انسان سے کہا گیا کہ وہ ترقی کے منازل طے کرے۔ اپنے اندر ایسا نظم وضبط اور

ڈسپلن پیدا کرلیں کہ کائنات بنانے والے نے انسانیت کے لیے جو عدل وانصاف، امن و امان، اور خود انسانیت کی حفاظت کے لیے اصول اور ضابطے دیے ہیں، وہ اس کے لیے اپنی خواہشِ نفس کے بغیر کردار ادا کرے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ تمام صوفیا اور اولیاء اللہ انسان دوستی کا کام کرتے ہیں۔ جس میں ان کی کوئی ذاتی غرض داخل نہیں ہوتی۔ اپنے جذبات کے تابع اور سفلی خواہشات پر عمل پیرا لوگ سچے صوفی نہیں ہوتے۔ خواہ وہ اپنا ظاہری پہناوا صوفیا جیسا رکھتے ہوں۔ ولایت کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے جذبات وخواہشات سے بالاتر ہو، انسانی مفاد اور اللہ کی رضا کو سامنے رکھ کر کام کرے۔ اللہ کی رضا کس میں ہے اور انسانیت کی فلاح و بہبود اور ترقی اور کامیابی کس میں ہے؟ اس انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیاب بنانے کا صحیح گر کیا ہے؟ طریقہ کار کیا ہے؟ اس کے مطابق کام کرے۔

انسان اپنی زندگی میں، دنیا ہو یا آخرت میں، اسی وقت کامیاب ہوگا، کہ جب وہ انسانی خصلتوں کو اپنائے گا۔ اور انسانی خصلتوں میں بنیادی تین خصلتیں ہیں، جو ایمان کے مظہر کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں:

پہلی بنیادی چیز۔ انسانیت کے لیے بلاتفریق رنگ ونسل ومذہب، عدل ومساوات کا جذبہ رکھنا ہے۔ ایمان کا لازمی اور بنیادی تقاضا ہے کہ انسان دوسرے انسانوں کو انسانی حقوق میں باہم برابر اور یکساں سمجھے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کرے۔ عدل وانصاف کو پیشِ نظر رکھے اور ظلم وزیادتی کو قطعی طور پر قبول نہ کرے۔ اور یہ محض انفرادی نہیں، اجتماعی اور سماجی نقطہ نظر سے، سوسائٹی کے اجتماعی تقاضوں کے تناظر میں ہو، کیوں کہ عدل ایک ناقابل تقسیم قدر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک فرد کے لیے تو عدل ہو اور دوسرے کے لیے نہ ہو۔ ایک قوم کے لیے تو ہو، دوسری قوم کے لیے نہ ہو۔ ایک نسل کے لیے ہو اور دوسری نسل کے لیے نہ ہو۔ ایک فرقے کے لیے ہو اور دوسرے فرقے کے لیے نہ ہو۔ ایسا نہیں! عدل تمام فرقوں، تمام نسلوں، تمام انسانوں کے لیے ہے۔ کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں، وہ انسانی بنیادوں پر عدل کے نظریے کے تحت اور نہ صرف نظریہ، بلکہ عدل کا نظام سوسائٹی کے اندر قائم کرنے کو وہ اپنا سماجی تقاضا سمجھیں۔

دوسری بنیادی چیز: پوری انسانی سوسائٹی کے لیے امن کی بنیادی قدر کو پیشِ نظر رکھے۔ ہر انسانی جان کی حفاظت، اسے امن مہیا کرنا، بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب، اس کے تحفظ کے بغیر انسانیت نہیں بچائی جاسکتی۔ انسان کے لیے بدامنی اور خوف، حیوانیت کی وجہ سے ہوتا ہے، جو انسان کو ڈراتا، خوف زدہ کرتا، بدامنی میں مبتلا کرتا اور انسانیت کو نقصان پہنچانے کا عمل کرتا ہے۔ وہ حیوانی خصلتوں کا حامل ہے۔ اس کا انسانیت کے دائرے سے کوئی تعلق نہیں۔

تیسری بنیادی قدر: تمام انسانوں کی معاشی ضروریات کی کفالت ہے۔ یعنی معاشی مساوات، معاشی انصاف، ان کی ضروریات کی کفالت۔ کوئی انسان بھوکا رہے، بنیادی ضروریات سے محروم رہے، یہ انسانیت کی توہین ہے۔ یہ حیوانی خصلت ہے۔ حیوانی تقاضا ہے کہ حیوان دوسرے حیوان کا رزق چھین کر اس پر قبضہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شیر جنگل کا بادشاہ ہے، اُسے جنگل میں اپنی طاقت کا اظہار کرنا ہے، وہ باقی جانوروں کے حقوق سلب کرلے۔ یہ اُس کی فطرت میں داخل ہے، وہ اس کا انکار نہیں کرتا۔ ایک حیوان دوسروں کے آگے سے رزق اٹھا لاتا ہے، چھین لیتا ہے، یہ درندگی ہے۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسانوں کے لیے معاشی کفالت، معاشی مساوات کے نظام کے تحت کردار ادا کرے۔ یہ اس کا بنیادی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق بخشے

بقیہ اداریہ

ہماری خارجہ پالیسی اور عصری تقاضے امریکا سے بھی ہمیں برابری کی بنیاد پر اپنے تعلقات کی پالیسی کا از سرِ نو جائزہ لینا چاہیے۔ ہمیں محض اس کا دُم چھلہ نہیں بننا چاہیے اور اس سے ہماری پارٹنرشپ محض جنگی معاملات پر ہی نہیں رہنی چاہیے۔ یہ ہماری کوتاہ بینی ہے کہ ہم امریکا سے صرف اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں اور اس سے اتحادی مد میں (Fund Support Coalition) رقم لے کر اس کو اپنے اللّوں تللّوں میں خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ہم ان سے خود مختاری کی بنیاد پر ٹیکنالوجی اور توانائی کے شعبے میں معاہدات کر سکتے ہیں۔ آخر امریکا نے تربیلا اور منگلا ڈیم میں بھی تو معاونت کی تھی۔

وزیر اعظم کو چاہیے کہ وہ سعودی عرب سے اپنے دیرینہ تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے ایران اور سعودی عرب کے بگڑتے تعلقات میں مزید خرابی کو روکیں، جس کا یقیناً پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ پاکستان اور روس کے درمیان تعلقات بہتری کی طرف گامزن ہیں اور امید ہے کہ وہ ان کے دور میں مزید بہتر ہو جائیں گے۔ پاکستان کو شنگھائی تعاون تنظیم کی مکمل ممبرشپ مل جائے گی اور پاکستان امریکا پر کم انحصاری کی جس پالیسی پر گامزن ہوا ہے، موجودہ حکومت اس کو برقرار رکھے گی۔ جہاں تک چین سے تعلقات کا معاملہ ہے، اس میں مزید رنگ بھرے جائیں۔ پاکستان اور چین کے تعلقات میں مزید گہرائی پیدا ہونے کے امکانات واضح ہیں۔ گوادر کی بندرگاہ کا انتظام چین کے حوالے کرنے اور ایران کے وہاں آئل ریفائنری لگانے سے معاملات بہتر ہوں گے۔ افغانستان کے معاملے میں پاکستان کو ایک واضح پالیسی وضع کرنی چاہیے کہ اس کا کوئی ایک گروپ پسندیدہ نہیں اور وہاں پاکستان امن کا خواہاں ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت کو اب افغانستان میں ماضی کو نہیں دہرانا چاہیے۔ افغانستان اپنی نئی تشکیل کے بعد ایک نئی ابھرتی ہوئی طاقت بن کر سامنے آرہا ہے۔ لہٰذا اب ہمیں بھی نئے دور کے تقاضوں کو سمجھنا چاہیے۔

ولی اللّٰہی سیاسیات کے طالب علم کے لیے یہ ایک خوش گوار حیرت ہے کہ ایک صدی قبل ان کے بزرگوں نے اس خطے کے لیے جو خارجہ پالیسی کا خاکہ مرتب کیا تھا، آج وہ خطے کی آزاد اقوام کی آواز بن چکا ہے۔ خصوصاً امام عبید اللہ سندھیؒ اور مولانا محمد میاں نے ''ایشیاٹک فیڈریشن'' کا جو تصور دیا تھا، اسے شنگھائی تعاون تنظیم (SCO) اپنا چکی ہے۔ اور دوسری طرف دوقومی نظریے کی خالق جماعتیں زمینی حقائق سے مجبور ہو کر دونوں ملکوں میں قائم نفرت کی دیواریں منہدم کرنے کی طرف مائل ہیں۔

مدیر

rahimia.org

رفتارِ کار.... رپورٹ: ایس ایم اسد، کراچی

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کا

دورۂ سندھ

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) سے وابستہ احباب کی دعوت پر حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ سندھ کے دورے تشریف لائے تھے۔

مؤرخہ 20/فروری 2013ء بروز بدھ بوقت ایک بجے دوپہر حضرت اقدس رائے پوری لاڑکانہ سے روانہ ہوکر مولانا بشیر احمد بلوچ کے گاؤں قصبہ پکا چانگ (نزد محراب پور) تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی اور جناب آفتاب احمد عباسی تھے۔ جہاں پر حضرت رائے پوری اور دیگر احباب کا جناب پروفیسر امجد علی آرائیں اور مولانا بشیر احمد وغیرہ احباب نے استقبال کیا اور تواضع کی۔ نمازِ ظہر کے بعد پکا چانگ مسجد میں مولانا بشیر احمد بلوچ کی بیٹی کی رسمِ نکاح کے موقع پر مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے ''خانقاہ رائے پور اور حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے تعارف'' کے حوالے سے گفتگو کی۔ جس میں پکا چانگ اور اس کے اردگرد کے کثیر تعداد میں افراد نے شرکت کی۔ آخر میں حضرت اقدس نے نکاح پڑھایا اور دعا فرمائی۔

پکا چانگ سے شام 4 بجے محراب پور سعید منزل تشریف آوری ہوئی۔ محراب پور میں حضرت اقدس رائے پوری اور معزز مہمانانِ گرامی کی آمد پر تمام دوستوں نے بہت گرم جوشی سے والہانہ استقبال کیا۔ نمازِ عصر کے بعد سعید منزل پر خواتین کے لیے سیمینار انعقاد کیا گیا تھا، جس میں حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے خطاب فرمایا۔ سیمینار میں خواتین و طالبات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سیمینار کے بعد خواتین نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔ اسی دوران یعنی نمازِ عصر کے بعد اردو پرائمری سکول محراب پور میں طلبا کے لیے خصوصی سیمینار رکھا گیا تھا۔ جس میں حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں نوجوانوں کا کردار'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ لیکچر کے بعد طلبا نے سوالات بھی کیے، جس کے حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے تسلی بخش جوبات دیے۔ سیمینار میں طلبا نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ نمازِ مغرب کے بعد سعید منزل پر مجلس ذکر منعقد ہوئی، جس میں گرد و پیش میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے وابستہ تمام احباب نے بھرپور شرکت کی۔ نمازِ عشا کے بعد زین العابدین مغل کی رہائش گاہ پر پُر تکلف عشائیے کا اہتمام تھا۔ عشائیے کے بعد سعید منزل پر حضرت اقدس رائے پوری سے استفادہ نشست ہوئی جس حضرت رائے پوری نے سوالات و جوابات کی شکل میں ''تنظیمی رویوں'' کے حوالے سے دوستوں کی رہنمائی فرمائی۔ رات کا قیام و آرام سعید منزل پر ہی ہوا۔

مؤرخہ 21/فروری بروز جمعرات کو محراب پور کے مختلف احباب کے گھروں میں حضرت اقدس دعا کے لیے تشریف لے گئے۔ نمازِ ظہر کے بعد آرام فرمایا۔ نمازِ عصر کے بعد سعید منزل پر استفادہ نشست ہوئی، جس میں دوستوں نے حضرت اقدس سے استفادہ فرمایا۔ سعید منزل پر ہی نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر ہوئی۔ مجلس ذکر بعد حضرت اقدس اور تمام دوستوں کے لیے جناب محمد سعید انبالوی کی طرف سے عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔ نمازِ عشا کے بعد رات 9 بجے اردو پرائمری اسکول میں سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تحریک آزادی ہند میں خانقاہِ رائے پور کا کردار'' پر جب کہ حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے ''دورِ حاضر کے مسائل اور ان کا حل سیرت رسول کی روشنی میں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ سیمینار میں احباب نے بڑی تعداد نے شرکت کی۔ رات کا قیام سعید منزل میں ہوا۔

مؤرخہ 22 فروری بروز جمعۃ المبارک کو صبح 11 بجے جناب پروفیسر امجد علی آرائیں کی طرف سے ناشتے کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتے کے بعد حضرت اقدس رائے پوری باندھی تشریف لے گئے۔ جہاں مولانا مسعود صاحب، مولانا سلیم شاہد صاحب اور دیگر احباب نے حضرت اقدس اور مہمانانِ گرامی کا استقبال کیا۔ مدینہ مسجد باندھی میں آپ نے نمازِ جمعہ سے قبل ''انبیا علیہم السلام کی نبوت کا مقصد؛ ظلم کے خلاف جدوجہد اور انسانیت کی خیر خواہی'' کے حوالے سے حضرت رائے پوری نے بیان ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ جب کہ قادری مسجد باندھی میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے جمعہ المبارک کا خطاب فرمایا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نمازِ عصر کے بعد استفادہ نشست ہوئی، جس میں دوستوں نے سوالات کیے اور حضرت اقدس نے سوالات کے جوابات دیے۔ نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی، جس میں اس علاقے کے تمام احباب نے شرکت کی۔ رات 9 بجے باندھی میں سیمینار ہوا، جس میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تحریک آزادی ہند میں خانقاہ رائے پور کا کردار'' پر خطاب فرمایا اور حضرت نے دعا فرمائی۔ اس سیمینار میں دوستوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

مؤرخہ 23/فروری بروز ہفتہ کو حضرت رائے پوری قاضی احمد تشریف لے گئے۔ جہاں جناب محمد امین مغل کی رہائش گاہ پر دوستوں نے حضرت اقدس و مہمانان گرامی کا استقبال کیا۔ دوپہر 3 بجے اقرا پبلک سکول قاضی احمد میں سیمینار ہوا۔ جس میں سب سے پہلے جناب حاجی محمد بلال بلوچ نے ادارہ رحیمیہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت رائے پوری نے ''ولی اللّٰہی جماعت کا تاریخی تسلسل و کردار اور حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہ السعید کی جدوجہد'' پر خطاب فرمایا۔ سیمینار کے بعد حضرت رائے پوری سکرنڈ شمس دین چانڈیو کی رہائش گاہ پر تشریف آوری ہوئی۔ نمازِ عصر کے بعد ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کے بعد سکرنڈ کے قریب ارشاد گدارو کی گوٹھ میں تشریف لے گئے۔ گدارو گوٹھ میں نمازِ مغرب اور مجلس ذکر ہوئی۔ اس کے بعد بہت سے احباب نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔ نمازِ عشا اور عشائیے کے بعد گدارو گوٹھ کے ایک بڑے ہال میں سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تحریکِ آزادی میں خانقاہِ رائے پور کا کردار اور شاہ سعید احمد رائے پوریؒ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ سیمینار میں گدارو، سکرنڈ اور گرد و پیش کے قصبات وغیرہ کے دوستوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ سیمینار کے بعد مفتی عبدالمتین نعمانی نے شرکا کے سوالات کے جوابات دیے۔

مؤرخہ 24/فروری بروز اتوار کو گدارو گوٹھ میں لعل محمد گدارو کے گھر خواتین نے حضرت اقدس سے بیعت کی اور اہل خانہ کے لیے دعا کی۔ اس کے بعد سکرنڈ میں صبح 10 بجے حضرت اقدس نے مولانا اللہ نواز کا نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد ولیمہ ہوا، جس میں تمام دوست شریک ہوئے۔ دوپہر 12 بجے گرلز ہائی اسکول سکرنڈ میں سیمینار ہوا۔ جس میں سب سے پہلے حضرت ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ مجاز حضرت رائے پوری رابعؒ نے ادارہ رحیمیہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تحریکِ آزادی میں خانقاہِ رائے پور کا کردار'' اور حضرت اقدس رائے پوری نے ''دورِ حاضر کے مسائل اور ان کا حل سیرت رسول کی روشنی میں'' کے موضوعات پر خطابات فرمائے۔ اس سیمینار میں دوستوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ سیمینار

کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری حیدر آباد کے لیے روانہ ہوئے۔
راستے میں پیر جھنڈا میں قاسم شاہ صاحب کی قدیم لائبریری کا دورہ کیا، جہاں ان کے صاحبزادے محمد انور شاہ نے قدیم مخطوطات اور کتابیں دکھائیں۔ اس کے بعد امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے قائم کردہ دارالرشاد پیر جھنڈا میں آمد ہوئی اور وہاں سجادہ نشین جناب پروفیسر عباداللہ صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے حضرت سندھیؒ اور پیر جھنڈا کے مشائخ کے بہت سے واقعات سنائے۔ چائے سے تواضع کی۔ اور اپنے سلسلے کی کتابیں حضرت اقدس رائے پوری کو پیش کیں۔ نمازِ عصر وہیں پر ادا کی۔ اس کے بعد حیدر آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ شام 7 بجے حیدر آباد تشریف آوری ہوئی۔ آپ کے ہمراہ صدر ادارہ رحیمیہ حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی تھے۔ یہاں حیدر آباد کے دوستوں نے حضرت کا پُرتپاک استقبال کیا۔ مولانا محمد ایوب بندھانوی کی دعوت پر ان کے مدرسہ نورالاسلام، پریت آباد، حیدر آباد تشریف لے گئے، جہاں نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ جس میں مذکورہ مدرسے کے تمام اساتذہ اور طلبا نے شرکت کی۔ بعدازاں حضرت اقدس مدظلہٗ نے وہاں پر موجود تمام احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر انسانی دلوں کو صیقل کرتا ہے۔ اللہ کا ذکر دلوں میں موجود زنگ اُتارنے کا ایک آلہ ہے اور دل کے امراض کا علاج کرتا ہے، اور علاج کے بغیر طاقت ور چیز کا استعمال فائدہ مند نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی جماعت کے ساتھ جماؤ اختیار کرو۔ اللہ نے اپنے دل کی بات ماننے والے ظالموں کی اتباع سے روک دیا ہے اور عدل کو تقویٰ سے زیادہ قریب قرار دیا ہے۔ عدل قائم کرنے کا جذبہ رکھنا ایمان کی نشانی ہے''۔ اس کے بعد علما اور طلبا نے حضرت اقدس کے سامنے بخاری شریف کی اول اور آخر حدیث پڑھ کر اجازتِ حدیث طلب کی۔ پھر حضرت اقدس علم حدیث کی اہمیت اور اکابرین کے طریقۂ تفہیم حدیث پر مختصر گفتگو کرتے ہوئے علما اور طلبا کو سندِ حدیث کی اجازت عنایت فرمائی۔ رات کا قیام مدرسہ فتح الاسلام حر کیمپ حیدر آباد میں ہوا۔

مؤرخہ 25 / فروری بروز سوموار کی صبح مولانا اشرف انڑ کے دو صاحبزگان کی رسم نکاح کی تقریب ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی دیگر احباب کے ہمراہ جناب ڈاکٹر طیب دین میمن کی رہائش گاہ بلدیہ کالونی تشریف لے گئے، جہاں ریفریشمنٹ کے بعد خواتین کے لیے درس قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس بمقام پکا قلعہ جناب ڈاکٹر شعیب کی رہائش گاہ پر اُن کی دعوت پر تشریف لائے ہوئے ڈاکٹرز حضرات اور معززین علاقہ کے ساتھ عمومی نشست کا اہتمام تھا۔ نمازِ ظہر وظہرانے کے بعد مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ (شاگرد مولانا عبیداللہ سندھیؒ) کے صاحبزادے جناب ڈاکٹر سعید کے ہاں تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس و دیگر احباب کا بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا اور چائے کی نشست پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد جام شورو تشریف آوری ہوئی۔ نمازِ مغرب ومجلس ذکر جناب طیب دین میمن کے سسر کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ نماز عشا کے بعد ایک عمومی سیمینار ہوا، جس میں سندھ یونیورسٹی، مہران یونیورسٹی اور لیاقت میڈیکل یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے پروفیسرز اور طلبا کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جس سے مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی اور حضرت اقدس نے خطاب کیا۔

مؤرخہ 26 / فروری بروز منگل کو نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد ٹھٹھہ کے لیے روانگی ہوئی۔ حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کے ہمراہ دیگر احباب بھی تھے۔ ٹھٹھہ پہنچ کر کچھ دیر کینجھر جھیل پر ٹھہرے۔ اس کے بعد قدیم شاہ جہانی مسجد ٹھٹھہ پہنچے، جہاں جناب انجینئر آفتاب احمد عباسی اور جناب وسیم اعجاز نے تمام احباب کا استقبال کیا۔ مسجد میں نوافل کی ادائیگی اور اس تاریخی مسجد شاہ جہاں کے وزٹ کرنے کے بعد شاہ لطیف کالونی، مکلی حاجی نور محمد گدارو کے گھر پہنچے۔ جہاں پر ٹھٹھہ اور قرب وجوار سے آئے ہوئے احباب نے آپ کا استقبال کیا۔ یہاں ناشتے اور نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد شاہ ولی اللہؒ کے شاگردِ خاص مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ اور دیگر صوفیا ومشائخ کی آخری آرام گاہوں کی زیارات کے لیے مکلی قبرستان روانہ ہوئے۔

حضرتِ اقدس اور دیگر احباب نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد ٹھٹھہ میں مکلی جم خانہ ہال میں سیمینار سے خطاب کے لیے پہنچے۔ اس سیمینار میں طلبا، معززین علاقہ ودیگر احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ یہ ٹھٹھہ کی تاریخ میں تنظیم کا پہلا سیمینار تھا۔ اس سیمینار کی نظامت کے فرائض جناب امان اللہ شاہ نے سرانجام دیے۔ رحیمیہ انسٹی ٹیوٹ کا تعارف حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے پیش کیا۔ بعدازاں حضرتِ اقدس مدظلہٗ نے خانقاہ عالیہ رحیمیہ، رحیمیہ انسٹی ٹیوٹ اور شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے نوجوانوں کی قومی ذمہ داریوں کی نشاندہی فرمائی۔ سیمینار کے بعد سندھ یونیورسٹی ٹھٹھہ کیمپس کے طلبا کی ایک مختصر سی نشست ہال ہی میں ہوئی، جس میں طلبا نے سیمینار میں ہونے والی گفتگو میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد نمازِ مغرب کی ادائیگی اور مجلس ذکر کے بعد کراچی کے لیے سفر ہوا۔ رات کو ادارہ رحیمیہ کیمپس کراچی میں تشریف آوری ہوئی، جہاں تنظیمی احباب نے حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد اور حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی کا پرتپاک استقبال کیا۔ نمازِ عشا وطعام کے بعد موجود دوستوں کے ساتھ حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی کی استفادہ نشست ہوئی۔ رات کا قیام ادارہ رحیمیہ کراچی کیمپس میں ہوا۔

مؤرخہ 27 / فروری بروز بدھ کو نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس رائے پوری نے کچھ دیر آرام کیا اور اس کے بعد جناب لعل محمد گدارو کے گھر ماڈل کالونی میں تشریف لے گئے، جہاں ان کی طرف سے ناشتے کی دعوت تھی۔ وہاں سے ادارے میں واپسی ہوئی، جہاں پہلے ہی تنظیمی دوست منتظر تھے۔ جن کی حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی کے ساتھ استفادہ نشست چلتی رہی۔ اسی دوران حضرت اقدس دیگر احباب کے ہمراہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے اور وہاں سے نمازِ عصر کے وقت ادارے میں واپسی ہوئی۔ اسی دوران ادارے میں تنظیمی دوستوں کے ساتھ حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی کے ساتھ نشست ہوئی، جس میں مفتی صاحب نے ''اجتماعی مسائل اور ان کا ولی اللّٰہی حل'' کے موضوع پر دوستوں کی رہنمائی فرمائی۔ نماز مغرب اور مجلس ذکر حضرت کے ساتھ ادارے میں ہوئی اور نماز عشا پڑھنے کے بعد تنظیمی دوستوں کا سیمینار ہوا، جس میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی نے ''تنظیم میں نظم وضبط کی اہمیت'' اور حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے ''پیغامِ انقلاب'' کے عنوان سے دوستوں کی رہنمائی فرمائی۔ رات کا قیام ادارے میں ہی ہوتا۔

مؤرخہ 28 / فروری بروز جمعرات کو حضرت اقدس احباب کے ہمراہ جناب محمد ساجد کی دعوت پر ان کے گھر خادم حسین گوٹھ، گلشن معمار تشریف لے گئے۔ وہاں ناشتے کے بعد ساجد صاحب کے سکول ''سعید ماڈل سکول'' کی افتتاحیہ تقریب ہوئی، جس میں حضرت اقدس نے خطاب فرمایا۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس ومفتی عبدالمتین نعمانی دیگر احباب کی ائیر پورٹ کے لیے روانگی ہوئی۔ ائیر پورٹ پر حضرت اقدس کا چنیدہ دوستوں نے استقبال کیا اور اس کے بعد لاہور کے لیے الوداع کیا۔